السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگروالدین اپنی اولاد کوکسی جائیداد کے متعلق وصیت کرجائیں اوراس میں بے انصافی اورحق تلفی کی گئی ہو، اولادنافرمانی سے بچنے کےلئے اسے قبول کرلے توکیا جن بچوں پرزیادتی ہوئی ہے وہ بذریعہ عدالت یاپنچائت اس کی تلافی کامطالبہ کرسکتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے ہاں عام طورپروصیت کے متعلق افراط وتفریط سے کام لیاجاتا ہے۔ اس سلسلہ میں بیشتراوقات یہ کوتاہی دیکھنے میں آتی ہے کہ جوچیزیں وصیت کے قابل ہوتی ہیں انہیں نظرانداز کردیا جاتا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاارشاد گرامی ہے کہ ''ایک مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی قابل وصیت کام کے متعلق وصیت کرناچاہتا ہو، پھر دوراتیں بھی اس کے بغیر گزاردے، یعنی اس کے پاس ہروقت وصیت لکھی ہوناچاہیے۔'' [[صحیح بخاری، الوصیۃ:۲۷۳۸

چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہروقت اپنی تحریری وصیت اپنے پاس رکھا کرتے تھے اوروصیت کے متعلق افراط بایں طورپرکیاجاتا ہے کہ جن ورثا کےلئے وصیت ناجائزہوتی ہے ان کےلئے وصیت کابندوبست کردیاجاتا ہے یاجن کےلئے وصیت کرنا جائز ہے ان کےلئے شریعت کی قائم کردہ حد سے زیادہ وصیت کردی جاتی ہے یاپھر وصیت بے انصافی اورظلم پرمبنی ہوتی ہے۔ پھر لواحقین اس قسم کی ظلم پرمبنی وصیت کوایسی پختہ لکیرخیال کرتے ہیں جسے مٹانا یااس میں ترمیم کرنا ان کے ہاں کبیرہ گناہ ہے۔ حالانکہ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ہاں، جوشخص وصیت کرنے والے کی طرف سے جانب داری یاحق تلفی کااندیشہ رکھتا ہواگروہ آپس میں ان کی اصلاح کردے تواس پرکوئی گناہ نہیں۔'' [البقرہ:۱۸۲]

خودرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غلط وصایا کی اصلاح فرمائی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک انصاری کی کل جائیداد چھ غلام تھے۔ اس نے وصیت کے ذریعہ انہیں آزاد کردیا۔ اس کے مرنے اورکفن ودفن کے بعد اس کے ورثا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اورحقیقت حال سے آپ کوآگاہ کیا توآپ نے مرنے والے کوسخت برا بھلا کہا، پھراس کی وصیت کوکالعدم کرتے ہوئے ان چھ غلاموں کے متعلق قرعہ اندازی کی چھ کاایک تہائی، یعنی دوغلام آزاد کردیے اورباقی چار ورثا کے حوالے فرما کران کے نقصان کی تلافی کردی۔ [صحیح مسلم، الایمان:۱۶۶۸]

دیگرروایات میں اس کے متعلق قول شدید کی وضاحت بھی ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا: ''اگرہمیں اس کی حرکت کاپہلے علم ہوتا توہم اس کی نمازجنازہ نہ پڑھتے۔'' [مسند امام احمد، ص:۴۴۳، ج۴]

بلکہ ایک روایت میں ہے کہ ''ہم اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرتے۔'' [ابوداؤد، العتق:۳۹۵۸]

ان احادیث کے پیش نظر ہمیں وصیت کے معاملہ میں احتیاط سے کام لیناچاہیے۔ صورت مسئولہ میں وصیت کے متعلق جوکوتاہی کی گئی ہے لواحقین کوچاہیے کہ پنچائتی سطح پراس کی اصلاح کی جائے تاکہ مرحوم کواخروی بازپرس سے نجات ملے۔ ناجائزوصیت کی اصلاح کرنا ضروری ہے اوریہ قرآن کریم کاایک اہم ضابطہ ہے۔ جس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ [واللہ اعلم]

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:284